"وفیات"

اے کہ براہِ مرگ تن تا بہ جناں رسیدۂ

اے کے بروہی صاحب بھی رخصت ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

ستمبر کا مہینہ فی الحقیقت ہمارے لیے تو ستم برہی ہے: بہت سے ناوک اسی مہینے میں کھائے۔ بھارتی جارحیت کے وار سہے، مولانا مودودیؒ کی رحلت کا زخم اُٹھایا۔ محترمہ حمیدہ بیگم جدا ہوئیں۔ اور اے کے بروہی صاحب کے لیے قدرت نے دُنیا کو چھوڑنے کا یہی مہینہ پسند کیا۔ ۱۳ ستمبر کو لندن میں وفات اور ۱۶ ستمبر کو کراچی میں تدفین ہوئی۔

اے کے بروہی صاحب آج کے ماحول میں انسانیت کا ایک خوبصورت نمونہ تھے۔ ان کے ذوقِ علم کا اندازہ مجھے (ADVENTURE IN SELF EXPRESSION) کو پڑھ کر ہوا۔ ان کی قانونی بصیرت دستور ۱۹۵۶ء کی اہم دفعات کی تشریح اور بنیادی حقوق کے تحفظ کی وضاحت کرنے سے نمایاں ہوئی، جب کہ وہ وزیرِ قانون تھے۔ ان کی جمہوریت دوستی کا یہ عالم تھا...... کہ مولانا مودودیؒ، ان کے رفقاء اور جماعتِ اسلامی کے خلاف جب کبھی مستبدانہ قانون کا وار ہوا تو بروہی صاحب مظلومین کی حمایت کے لیے میدانِ عدلیہ میں آ گئے۔ ان کے ذہنی علو کا اندازہ اس سے کیجیے کہ وزارتِ قانون کے زمانے میں ایک بار انہوں نے اس بات کا انکار کیا کہ قرآن مجید سے کسی اسلامی دستور کی دفعات مل سکتی ہیں۔ لیکن جواباً جب حقائق اُن کے سامنے رکھے گئے تو انہوں نے علی الاعلان اپنے موقف سے رجوع کر لیا۔

قرآن اور دین سے ان کی محبت اس تقریر سے ظاہر ہوتی ہے جو تفہیم القرآن کی تقریب میں انہوں نے کی تھی۔ مضبوط ضمیری کا یہ عالم تھا کہ بھٹو دَور میں ان کو حکومت کی طرف کھینچنے کی بہت کوشش کی گئی اور اس سلسلے میں ان کے مکان پر حملہ تک کرا دیا گیا، مگر بروہی صاحب کے پائے استقلال کو لغزش نہ آئی۔ ان کی محبتِ پاکستان کا معیار یہ تھا کہ وہ سندھی ہو کر پورے ملک اور دینِ اسلام کا فروغ چاہتے تھے۔

ہر چند کہ وہ جماعتِ اسلامی سے بہت سے اُمور میں اتفاق اور مولانا مودودیؒ (باقی بر صفحہ ۳)